پالیسی نوٹ#01/2018

70 سالہ دورِ معیشت: مستقبل کی طرف پیش رفت

ڈاکٹر عشرت حسین

فروری 2018

Sustainable Development Policy Institute

تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں۔اس مقالہ کا کوئی بھی حصہ بغیر پیشگی اجازت دوبارہ سے پیش یا کسی بھی طریقہ کار، الیکٹرانک یا مکینیکل جس میں فوٹو کاپی، ریکارڈنگ یا معلومات زخیرہ کرنا شامل ہے اور بحالی کے نظام میں استعمال نہیں کیا جا سکتا

پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی کی اشاعت

اس مقالہ میں پیش کیے گئے خیالات خالصتاً منصف کے ہیں اور پبلشر کا اس سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اسے پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی کی رائے سمجھا جائے

پالیسی ادارہ برائے پائیدار ترقی ایک خودمختار، غیر منافع بخش اور پائیدار ترقی پر تحقیقی ادارہ ہے

پہلا ایڈیشن۔فروری 2018

© 2018 by the Sustainable Development Policy Institute

Mailing Address: PO Box 2342, Islamabad, Pakistan.

Telephone ++ (92-51) 2278134, 2278136, 2277146, 2270674-76

Fax ++(92-51) 2278135, URL: www.sdpi.org

مندرجات

1	70 سالہ دورِ معیشت: مستقبل کی طرف پیش رفت	4
2	احتساب ۔۔شفافیت ۔۔نگرانی	14
2.1	پارلیمانی کمیٹیاں	14
2.2	سیکیورٹی	15
2.3	پیداوار	15
2.4	زرضمانت	16
3	حرف آخر۔۔نتائج ۔۔اختتامیہ	16
4	حوالہ جات	20

70 سالہ دورِ معیشت: مستقبل کی طرف پیش رفت

ڈاکٹر عشرت حسین[1]

پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے حکمت عملی تجویز کرنے کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ماضی میں کیا طریقہ کار تھا اور اس کے نتائج کیا نکلے اور ان نتائج پر اثر انداز ہونے والی وجوہات کیا تھیں۔ پاکستان نے اپنے لیے 2025 میں دنیا کی بیسویں سب سے بڑی معیشت بننے کا ہدف مقرر کیا ہے۔ اس مجوزہ منزل کے حصول کے لیے کیا سہولیات دی جا رہی ہیں اور اس کی راہ میں کیا رکاوٹیں آسکتی ہیں؟ اس کے لیے آئندہ آٹھ سال میں تنزلی کے رجحان اور ماضی کی ترقی کی شرح حاصل کرنے کے چیلنج سے نمٹنا ہوگا۔ پاکستان کی معیشت اتار چڑھاؤ کا شکار رہی۔ اگر زیادہ وضاحت سے بات کی جائے تو پاکستان کی ستر سال کی معیشت کو دو بڑے ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے چالیس سال (90-1950) جس میں پاکستانی معشیت دنیا کی ترقی پذیر پہلی دس معیشتوں میں تھی اور بعد کے 25 سال (1990-2015)، جس میں پاکستان اپنے ہمسایہ ممالک سے بھی پیچھے رہ گیا اور اس کی پیداواری شرح چھ اعشاریہ پانچ فیصد سے کم ہو کر چار اعشاریہ پانچ فیصد پر آ گئی۔ (انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ 2016)۔

اس مقالے میں بہت سے ایسے متبادل مفروضوں / نظریات کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے جس کے ذریعہ گزشتہ 25 سال کے دوران غیر مساوی معاشی ترقی، سست روی کا عمل اور اس کی وجوہات کو بیان کیا جا سکے۔ مفروضوں کی جانچ پڑتال کے بعد نظریات اور تجرباتی شواہد کی طرف بڑھنے میں مدد ملتی ہے جن سے ان مفروضوں کے موثر ہونے کا پتہ چلتا ہے جو اداروں کی تنزلی کی وجوہات کا باعث بنتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف پہلے چار عشروں میں یہی ادارے تمام تر مشکلات، بیرونی اور اندرونی مسائل کے باوجود بہت مضبوط تھے اور شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

مقالہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ معاشی پالیسوں میں ایسی مماثلت ہو جس سے آمدن میں اضافہ ہو اور حکمرانی کے انتظامی اداروں پر اس کے یکساں اثرات پڑیں تا کہ انتظامی امور میں بہتری لائی جا سکے۔ ان اداروں کی طرف سے، تندہی اور موثر کام کرنے سے ہی سماجی اور معاشی پالیسیوں کے ثمرات منتقل ہو سکتے ہیں۔ بڑے انتظامی اداروں میں پہلے نمبر پر عدلیہ ہے، جس کی ذمہ داریوں میں پراپرٹی رائٹس، قوانین کے نفاذ، قوانین کی تشریح اور ریگولیٹری فریم ورک کا تحفظ کرنا شامل ہے دوسرے نمبر پر مقنّنہ ہے جو پالیسیاں بناتی ہے اور عوام کو سہولیات اور سروسز فراہم کرتی ہے اگر عوام کی حکومتی اداروں تک رسائی مشکل اور زیادہ وقت لے اور اخراجات بھی زیادہ آئیں، پیداواری ثمرات کی غیر مساوی تقسیم ہو اور جن افراد کو ان اداروں تک ترجیحاً رسائی حائل ہو وہ ہی فائدہ اٹھانے والوں میں شامل ہوتے ہیں۔ پاکستان کے تجربات اور دیگر ترقی پذیر ممالک سے حاصل تجربہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پالسیوں، اداروں اور قیادت کے درمیان ربط سے ہی اچھی حکمرانی کو فروغ ملتا ہے۔ اداروں کی کم صلاحیت اور کمزور قیادت کی وجہ سے موثر اقتصادی پالیسوں پر عملدرآمد نہیں ہو پاتا۔

آیئے ایک مقبول ترین مفروضے کا جائزہ لیتے ہیں جو کہ ادبی لحاظ سے جدت پسند اور 1990 سے معاشی بدحالی کی وضاحت زیادہ موثر انداز میں پیش کرتا ہے۔

مقبول ترین آرا یہ ہیں کہ پاکستان ٹوٹ پھوٹ کا شکار، ایک ناکام ریاست ہے جس میں بڑی تعداد میں ایٹمی ہتھیار موجود ہیں جو اسلامی انتہاپسندوں کے ہاتھ لگ سکتے ہیں یہ ملک دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہ اور تربیت گاہ ہے جو کہ دوسرے ممالک کے لیے خطرہ ہیں۔ ایٹمی بھارت اور پاکستان کے درمیان تین جنگیں لڑی جا چکی ہیں جن میں 1971 کی جنگ بھی شامل ہے جس کی وجہ سے مشرقی پاکستان الگ ہوا۔ ان دونوں ممالک کی طویل عرصہ سے جاری کشیدگی دنیا کے امن کے لیے بھی مسلسل خطرہ ہے۔ کشمیر مسلسل اشتعال

----

1 Keynote address delivered at the 20th Sustainable Development Conference organized by SDPI at Islamabad on December 5, 2017

انگیزی کا سبب اور بارود کا ڈھیر ہے۔افغانستان کے ساتھ تعلقات بھی کشیدہ ہیں اور باہمی عدم اعتماد کے باعث ماحول بھی زیادہ سازگار نہیں۔ پاکستان اگرچہ امریکہ کا نان ناٹو (Non-NATO) اتحادی ہے اس کے باوجود دونوں ممالک میں ایک دوسرے کے حوالے سے سوچ زیادہ سازگار نہیں ہے۔امریکہ سمجھتا ہے کہ پاکستان افغان طالبان اور حقانی نیٹ ورک کے حوالے سے دوہرا معیار رکھتا ہے جبکہ پاکستان اس حوالے سے زیادہ تلخ رویہ رکھتا ہے اس کا موقف ہے کہ اس نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بے پناہ نقصانات اٹھائے اور ہزاروں افراد کی قربانی دی مگر پھر بھی اس کے کردار کو مکمل طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔2 دوسرے ممالک پاکستان کو علاقائی عدم استحکام کا ذمہ دار اور ایسا ملک قرار دیتے ہیں جہاں حکومت کرنا انتہائی مشکل کام ہے۔

اس لیے پاکستان کی معاشی بدحالی کے حوالے سے مقبول ترین مفروضہ مذہبی انتہاپسندی اور دہشت گردوں کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کی وضاحت کرتا ہے جن کی وجہ سے امن وامان کو خطرات لاحق ہوئے اور ملک میں امن وسلامتی متاثر ہوئی۔سرمایہ کار اس طرح کے ماحول میں پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ یہ مفروضہ جزوی طور پر اہمیت رکھ سکتا ہے مگر اقتصادی بدحالی کا عمل 1990 کی دہائی سے شروع ہوا۔ یہ دہائی 2001 کی دہشت گردی کے خلاف جنگ شروع ہونے سے پہلے کی ہے۔ 1990 میں اوسط پیداواری شرح جب ملک نسبتاً پرامن اور پرسکون تھا 1980 کی دہائی کی شرح 6.5 فیصد کے مقابلے میں 4 فیصد تھی، سرمایہ کاری کی شرح، برآمدات کی ترقی اور سماجی اشاریے 1990 کے عشرے میں گرنے لگے، غربت کی شرح جو کہ 1980 کی دہائی میں کم ہو رہی تھی وہ 1990 کے عشرے کے آخر میں بلند ترین سطح پر آ گئی تھی۔

اس کے برعکس، 2002 سے 2008 تک کا عرصہ تشدد اور دہشت گردی کا عرصہ تھا جس میں ملک کے اس وقت کے صدر اور وزیراعظم پر قاتلانہ اور دہشت گردانہ نے حملے ہوئے۔اس کے باوجود ملکی معاشی صورتحال ریکارڈ پر رہی۔ پیداواری شرح چھ سے سات فیصد رہی، سرمایہ کاری/ ملکی مجموعی پیداوار کی شرح 23 فیصد رہی جبکہ براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی حد پانچ ارب ڈالر تک رہی۔

حالیہ 2013 سے 2016 کا دور بھی بہت شاندار دور تھا اس میں میکرو اقتصادی استحکام حاصل ہوا، معاشی پیداواری شرح میں ترقی کا رجحان رہا۔ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں (پاکستان کا درجہ ایم ایس سی آئی۔ای ایم سے بڑھا کر کر ایف ایم انڈیکس کیا گیا اور موڈیز اور اسٹینڈرڈ اینڈ پور نے پاکستان کی کریڈٹ ریٹنگ بھی بہتر کی) کا اعتماد بہتر ہوا۔ان حالیہ اقدامات سے اس بات کی بھی نفی ہوتی ہے کہ پاکستان کی موجودہ خاص کر معاشی اور سماجی زبوں حالی کی وجہ پاکستان کا دہشت گردی کے خلاف جنگ میں شامل ہونا ہے۔اس لیے سیکیورٹی کو ذمہ دار قرار دینے کا مفروضہ زیادہ کارآمد نہیں رہتا۔

تجزیہ کاروں کا ایک گروہ یہ دلیل دیتا ہے کہ پاکستان کی معاشی کامیابیوں یا ناکامیوں کی بنیادی وجہ اسے غیر ملکی فراخدلانہ امداد کا ملنا ہے اور ملک کی ترقی غیر ملکی امداد سے جڑی ہوئی ہے۔اس دلیل میں دو تضاد ہیں پہلا یہ کہ پاکستان کی تاریخ میں تین معاشی ادوار ہیں، 1960 کا دور، 1980 اور 2000 کے اوائل کا دور جن کو ہم ایسے ادوار کہہ سکتے ہیں جن میں ملک میں غیر ملکی امداد زیادہ آئی جس کے باعث ہی ملکی معاشی ترقی میں تیزی آئی، دوسرا یہ کہ پاکستان کا بہت زیادہ انحصار فوجی اور معاشی امداد پر رہا ہے اور فوجی حکمرانی کے ادوار میں ایسی امداد میں بہت اضافہ ہوا۔اس مقبول تاثر کے باوجود عملی طور پر یہ مفروضہ ثابت نہیں ہوتا۔

آیئے 1950، 1970، 1990 اور 2008 کے بعد کے ادوار میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں کمی کے اعداد وشمار کا جائزہ لیتے ہیں۔جدول نمبر ایک میں زیادہ پیداوار اور کم پیداوار کے ادوار کا موازنہ پیش کیا گیا ہے ۔اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ فوجی ادوار 1950، 1980، 2000 اور 2008 اور سول ادوار 1960، 19970، 1990 اور 2008 سے

----

2 Haqqani network is allied with the Afghan Taliban and the US has accused this network of carrying out terrorist activities in Afghanistan against the US and NATO forces. Pakistan Government?s participation and facilitation to the US troops has evoked negative and hostile reaction among the extremist groups. Many of these groups have coalesced to form Tehrik-e-Taliban Pakistan (TTP) which has publicly declared a war against the state of Pakistan. They have organized suicide bombing at public places, carried out assassination attempts on the President and the Prime Minister and attacks on military installations throughout Pakistan.

2013 میں امداد کے حجم میں کوئی زیادہ فرق نہیں تھا۔ان ادوار میں پاکستان کو فوجی ،سول ،خوراک کے شعبہ میں بہت زیادہ فنڈز ملے۔امریکہ کی طرف سے غذائی امداد کے باعث پاکستان میں غربت کی شرح کنٹرول میں رہی۔1970 میں مغربی امداد (اس میں سے کچھ کو گرانٹس میں بدل دیا گیا اور کچھ معاف کر دی گئیں) کے علاوہ تیل کی نعمت سے مالا مال عرب ممالک اور تارکین وطن کی طرف سے بھجوائی جانے والی رقم کے باعث کسی بڑے مالی مسئلے کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور جاری خسارے میں بڑے عدم توازن کو کنٹرول میں رکھا گیا۔1973-74 اور 1977-78 میں ایران اور عرب ممالک نے 1 اعشاریہ 2 ارب ڈالر آسان شرائط پر دینے کا وعدہ کیا۔حسن (1998) کی طرف سے جمع کیے گئے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ 1970 کی دہائی کے وسط میں امداد کی تقسیم 70-1965 کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی (اوسطا 600 ملین ڈالر سالانہ جس میں مشرقی پاکستان کو ملنے والی امداد بھی شامل تھی)۔1990 کی دہائی میں یو ایس ایڈ کے تحت ملنے والی امداد میں نمایاں کمی کی بات درست ہے مگر انٹرنیشنل مانیٹرنگ فنڈ (IMF)،ورلڈ بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB) نے 1988 سے 1998 کے عرصے میں قرض کا اجرا جاری رکھا جبکہ جاپان واحد بڑا ملک تھا جو پاکستان کو آسان شرائط پر قرض اور گرانٹس دے رہا تھا۔حکومت نے بیرونی مالی ادائیگیوں کے لیے پاکستانی بینکوں میں پڑے شہریوں اور تارکین وطن کے فارن کرنسی ذخائر میں سے گیارہ ارب ڈالر بھی استعمال کیے یہ رقم جدول نمبر ایک میں ظاہر نہیں کی گئی۔

2008 کے بعد کے عرصے میں کیری لوگر ایکٹ کے تحت امریکہ کی طرف سے پاکستان کو پانچ سال کے لیے ساڑھے سات ارب ڈالر کی معاشی اور فوجی دینے کا اختیار دیا گیا، مختلف ممالک کے بینکوں اور آئی ایم ایف نے پاکستان کے لیے اپنی امداد بڑھا دی جبکہ پاکستان برطانیہ سے امداد لینے والا سب سے بڑا ملک بن گیا اور پانچ سال میں ایک ارب پاؤنڈ امداد حاصل کی۔اتنی بڑی مقدار میں غیر ملکی امداد کے باوجود پیداوار کی اوسط شرح تین اور چار فیصد کے درمیان رہی۔غیر ملکی سرمایہ کی دستیابی کے باوجود ان ادوار میں پیداواری شرح میں اتار چڑھاؤ دیکھنے میں آیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت زیادہ غیر ملکی امداد سے معاشی ترقی میں تیزی آتی ہے کا مفروضہ حقائق کے منافی تھا۔
جدول نمبر 2 اس عام تصور کو رد کرتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان غیر ملکی امداد کا محتاج تھا اور اس کے بغیر اس کی بقا ممکن نہیں۔پاکستان غیر ملکی امداد کے بغیر باقی نہیں رہ سکتا۔

جدول نمبر ایک۔غیر ملکی سرمایہ کی پاکستان ترسیل

سالانہ اوسط (ڈالرز۔ملین)	پیداواری نتائج	طرز حکومت	ادوار
385--588	زیادہ پیداوار۔۔کم پیداوار	فوجی۔۔جمہوری	1960s Vs 1970s
870--1110	زیادہ پیداوار۔۔کم پیداوار	فوجی۔۔جمہوری	1980s Vs 1990s
1653--2851	زیادہ پیداوار۔۔کم پیداوار	فوجی۔۔جمہوری	2000-2008s Vs 2008-2014

Source: Compiled from the Government of Pakistan, Economic Survey (various issues), World Bank, World Development Indicators and State Bank of Pakistan, Handbook of statistics

اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے پاکستان کی تقسیم سے قبل 1960 کے عشرے میں جہاں پاکستان کو بہت زیادہ غیر ملکی امداد ملی جو کہ اس کی مجموعی قومی پیداوار کے سات اعشاریہ چار فیصد تک پہنچ گئی تھی اور اس دور میں صنعتی ترقی ،ڈیمز اور نہروں کی تعمیر ،زیر زمین پانی نکالنے کے لیے ٹیوب ویلز کی تعمیر اور دیگر مالی امور کی انجام دہی کے لیے وافر سرمایہ دستیاب تھا اس وقت بھی معیشت کا حجم نسبتا کم تھا اس کے بعد سے اس حجم میں کمی کا رجحان رہا اور اب بھی کم ہو کر ایک بڑی معیشت کا ایک اعشاریہ تین فیصد تک ہے۔اس لیے زیادہ امداد پر انحصار کا تاثر بھی غلط ثابت ہوتا ہے

غیر ملکی امداد اور اس پر پاکستان کے انحصار سے حوالے سے یہ بھی یقین پایا جاتا ہے کہ امریکہ اور مغربی ممالک نے جمہوری ادوار کے مقابلے میں فوجی آمروں کی حمایت کی۔کیونکہ یہ حکمران امور مملکت چلانے کے لیے زیادہ با اختیار اور مضبوط فرد سمجھے جاتے تھے اور ان کی منشا کے مطابق فیصلہ اور ایجنڈے پر عملدرآمد کروا سکتے تھے اس لیے پاکستان کی معیشت ان کے ادوار میں امریکہ کے رحم وکرم کے باعث بہت اچھی رہی۔

1990 کی دہائی میں جمہوری حکومتوں کی بار بار رخصتی ،1990 کی دہائی کے اوائل میں پریسلر ترمیم کے تحت امریکی امداد کی معطلی اور بعد میں 1998 میں ایٹمی دھماکوں کے بعد کی

صورتحال، 1977 میں ذوالفقار علی بھٹو کا تختہ الٹنا، جو کہ بظاہر لگتا تھا کہ یہ سب کچھ ایک طے شدہ نظریہ کا نتیجہ تھا ان عوامل کے باعث جمہوری عدم استحکام ہوا اور معاشی صورتحال میں بھی ابتری آئی۔ یہ بھی یاد رہے کہ امریکہ نے پاکستان کی اس وقت فوجی اور معاشی امداد معطل کی جبکہ وہ تاریخ کے نازک دور سے گزر رہا تھا اس وقت ملک پر آمر ہی حکمرانی کر رہے تھے۔ امریکی امداد 1965 میں بھارت سے جنگ کے بعد، 1971 میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے وقت اور جنرل ضیاالحق کے اقتدار کے اوائل میں معطل کی گئی۔ اسی طرح جب 1999 میں جنرل مشرف نے اقتدار سنبھالا اس وقت بھی پابندیاں لگیں۔ جب بھی امریکہ کے پاکستان کے ساتھ مفادات تبدیل ہوئے (1950s--SEATO/CENTO; 1980s -- ousting the Soviets from Afghanistan, and 2001-2016-- War in Afghanistan) امریکہ نے تمام تر تحفظات کے باوجود پاکستان کی مدد کا فیصلہ کیا چاہے اس وقت کوئی بھی دور ہو یا کوئی بھی حکومت میں ہو۔

جدول نمبر۔ 2: مجموعی قومی آمدن کے تناسب میں پاکستان کو ملنے والی سرکاری ترقیاتی امداد کا حجم

7.4	1960-68
3.9	1969-71
5.1	1972-77
2.9	1978-88
2.2	1989-99
1.7	2000-2007
1.3	2008-2014

Source: http://data.worldbank.org/indicator

جب ہم دیگر عوامل کا جائزہ لیتے ہیں مثلاً عالمی اقتصادی صورتحال جس کا پاکستان کی خراب معاشی کارکردگی پر منفی اثر پڑا، حقیقت یہ ہے کہ 1990 سے 2008 کے درمیان کی بیرونی صورتحال بہت زیادہ سازگار تھی۔ بہت سے ابھرتے اور ترقی پذیر ممالک نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اس کا ذکر Radelet (2016) نے اپنی کتاب میں کیا۔ ابھرتے اور ترقی پذیر ممالک میں 1995 سے 2013 کی مدت میں فی کس آمدن میں ستر فیصد سے زائد اضافہ ہوا۔ 1990 میں غربا کی تعداد دو ارب تھی جو 2012 میں کم ہو کر 897 ملین رہ گئی اور آبادی میں غربت کا تناسب 37 فیصد سے کم ہو کر 2012 میں 13 فیصد کی سطح پر آ گیا۔ ان ممالک کا عالمی برآمدات میں تناسب 24 فیصد سے بڑھ کر 41 فیصد ہو گیا۔ سرمایہ کی بین الاقوامی نقل وحمل بھی 91 ارب ڈالر سے بڑھ کر 1145 ارب ڈالر ہو گئی جبکہ سماجی رجحانات جن میں رہن سہن، زچگی میں اموات، بچوں کی اموات، بالغ خواندگی کی شرح، داخلہ کی مجموعی شرح اور اسکولوں میں پڑھنے کی سالانہ اوسط شرح میں نمایاں بہتری آئی۔ پس بیرونی معاشی حالات کو پاکستان کی خراب کارکردگی کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

کچھ تجزیہ کاروں نے پاکستان کی مجموعی خراب معاشی کارکردگی کو عسکری حکمرانی کے دور سے منسوب کیا (Haqqani 2005, 2013; Shah 2014; Abbas 2005)۔ پاکستان جس کو اپنے قیام کے پہلے دن سے بھارت کی شکل میں ایک بڑے حریف کا سامنا ہے اس لیے اسے اپنے دفاعی اخراجات کے لیے ایک بڑا حصہ مختص کرنا پڑتا ہے تاکہ فوج کے مفادات کو تحفظ ملنے کے ساتھ ساتھ ان کی صلاحیت بھی بڑھتی رہے۔ اس لیے دفاعی وایٹمی اخراجات، دیگر سیکیورٹی امور کی طلب پوری کرنے کے لیے تعلیم صحت، انسانی ترقی کے وسائل کو دفاع کی جانب موڑنا پڑا جس سے موجودہ سماجی اور معاشی صورتحال پیدا ہوئی۔ درحقیقت جدول 3 میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ پہلے چالیس سال میں دفاعی اخراجات میں سالانہ اضافہ (اس دور میں مجموعی ملکی پیداوار بھی تیزی سے بڑھی) آخری 25 سال کے مقابلے میں بہت زیادہ رہا۔ جدول نمبر 4 میں مجموعی ملکی پیداوار کے تناظر میں دفاعی اخراجات کی نسبت ظاہر کی گئی ہے جس میں پہلے چالیس سال بتدریج اضافہ دیکھنے میں آیا جبکہ اب یہ مجموعی ملکی پیداوار کے دو اعشاریہ پانچ فیصد ہیں۔ یہ

شرح 1980 اور گزشتہ سال میں چھ سے سات فیصد رہی ۔ 1970 اور 1980 کے عشروں میں ایٹمی پروگرام سے متعلق اخراجات بھی اس میں شامل رہے ۔مالی سال 2016 میں،تعلیم کے لیے بجٹ مجموعی ملکی پیداوار کے 2 اعشاریہ 7 فیصد رہا(نو یوالہ 2016)۔صحت اور تعلیم کو ایک ساتھ دیکھا جائے تو بجٹ میں ان کا حصہ تین اعشاریہ سات فیصد تھا اور یہ دفاعی اور ملکی سلامتی کے لیے رکھی گئی رقم سے زیادہ تھا مگر اس خلا کو پر کرنے کے لیے بہت کم تھا جو اسکولوں میں داخلہ اور پرئمری ہیلتھ کیئر سروسز کے لیے موجود تھا۔تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بجٹ تفویض نہیں کیا گیا اس میں گورننس اور انتظامی امور ایک رکاوٹ تھے ۔ایک ایسا مفروضہ جواب ایک حقیقت کا روپ دھار چکا ہے وہ یہ ہے کہ عسکری مفادات بھی اب کاروبار بن چکے ہیں۔صدیقہ(2007)۔

جدول نمبر 3۔دفاعی اخراجات میں نمو کی شرح اور مجموعی قومی پیداوار

	دفاعی اخراجات کی سالانہ شرح نمو(فیصد میں)	مجموعی قومی پیداوار کی سالانہ شرح نمو
1950-1990	9.0	5.9
1990-2015	3.0	4.3
1950-2015	5.4	4.8

Source: Calculated from Government of Pakistan, Economic Survey of Pakistan (various years)

جدول نمبر 4۔دفاعی اخراجات۔سماجی خرچ اور ترقی

	دفاع	صحت و تعلیم	ترقیاتی اخراجات
اختتام جون	مجموعی ملکی ترقی کے اخراجات کا فیصد	مجموعی ملکی ترقی کے اخراجات کا فیصد	مجموعی ملکی ترقی کے اخراجات کا فیصد
1960	5.8---28.3	1.3 --- 6.2	10.3 -- 49.8
1970	5.8---22.6	1.6 --- 6.3	14.8 -- 58.1
1980	5.4---23.1	2.1 --- 8.9	9.3 -- 39.9
1990	6.9---26.5	3.3 ---12.7	6.5 -- 25.3
2000	4.0--21.5	2.0 --- 10.7	2.5 -- 13.5
2010	2.5---12.5	2.3 --- 11.3	4.1 -- 20.4
2015	2.5---13.0	2.9 --- 14.8	4.6 -- 20.7

Source: Government of Pakistan, Economic Survey of Pakistan (various years)

یہ درست ہے کہ مسلح افواج نے ایسے ٹرسٹ اور فاؤنڈیشنز بنائیں جن کے ذریعہ کاروبار کیا گیا اور ان سے حاصل ہونے والے منافع کو خاص کر ایسے فوجیوں کی فلاح پر خرچ کیا گیا جو ریٹائرمنٹ کی ابتدائی عمر 45 سے 50 سال میں ریٹائر ہوئے۔ان فاؤنڈیشنز اور ٹرسٹ سے حاصل ہونے والی آمدنی کو ان کے خاندانوں کی تعلیم اور صحت کے امور پر خرچ کیا گیا۔اس تناظر میں نومبر 2016 میں فوجی فاؤنڈیشن، آرمی ویلفیئر ٹرسٹ،شاہین فاؤنڈیشن اور بحریہ فاؤنڈیشن کی تمام کمپنیوں کو حاصل ہونے والی آمدنی پاکستان اسٹاک ایکس چینج کی کمپنیوں کے سرمایہ کا چار اعشاریہ پانچ فیصد تھی۔صدیقہ(2007) مصنف نے اپنی کتاب میں دعوی کیا کہ

"اب صورتحال یہ ہے کہ اب فوج کے پاس کارپوریٹ سیکٹر کے 23 فیصد اثاثے ہیں اور فوج کی دو فاؤنڈیشنز،فوجی فاؤنڈیشن اور آرمی ویلفیئر ٹرسٹ ملک کی دو بڑی کارپوریٹ کمپنیوں میں شمار کی جاتی ہیں"۔

یہ درست ہے کہ فوجی فاؤنڈیشن اور آرمی ویلفیئر ٹرسٹ وغیرہ کھاد کے شعبے کی بڑی کمپنیاں ہیں تاہم ان کو اینگرو اور فاطمہ گروپ جیسے بڑے حریفوں کا بھی سامنا ہے۔یہ تمام کمپنیاں

اپنی آمدن،سیلز اور درآمد پر پورا ٹیکس ادا کرتی ہیں اور کسی بھی ترجیحی نوعیت کی رعایت یا چھوٹ حاصل نہیں کرتیں۔ان فاؤنڈیشنز اور ٹرسٹ کی دیگر غیر رجسٹرڈ کمپنیوں کی سرمایہ کاری اور اثاثوں کی تفصیلات دستیاب نہیں لیکن ان فاؤنڈیشنز اور اور ٹرسٹ کی فہرست میں نہ شامل کمپنیوں کے مجموعی اثاثوں کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جاسکتا۔تاہم یہ کافی کاروبار کرتی ہیں۔یہ مفروضہ پرکشش ہونے کے باوجود فوجی ریاست کے نظریہ کی تصدیق نہیں کرتا۔
وہ عوامل جو کسی نہ کسی طرح اپنا اثر رکھتے ہیں ان میں سیکیورٹی اور دہشت گردی،غیر ملکی امداد کا ملنا،ملٹری گورننس کے لیے ترجیحات،بیرونی اقتصادی صورتحال اور وسائل کی منتقلی شامل ہے کو ردبھی کردیا جائے تو بھی ان کو خراب حکمرانی کی وجہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ہمیں گورننس سے متعلقہ اداروں کی طرف توجہ دینا ہوگی

ہمیں اچھی حکمرانی سے متعلق امور کا جائزہ اور تجرباتی تجزیہ کرنا ہوگا ان میں معاشی پیداوار،غریب دوست معیشت،عالمی،علاقائی اور ملکی سطح پر فی کس آمدن کا تناسب اور پاکستان کی صورتحال پر توجہ دینا شامل ہیں۔دیگر ممالک کی صورتحال کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ اچھی حکمرانی اور معاشی ترقی کا آپس میں گہرا تعلق ہے یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔

93 ممالک کے اعدادوشمار بتاتے ہیں کہ مجموعی ملکی پیداوار کا فی کس آمدن پر گہرا اثر پڑتا ہے جبکہ ان ممالک میں فی کس آمدنی کی شرح میں تغیر کا عنصر بھی موجود ہے (Baldacci, Hillman & Kojo 2003)۔ ایشیائی ترقیاتی بینک کی ایک رپورٹ (2010) کے مطابق ریگولیٹری معیارات،قانون کے نفاذ کے ساتھ اچھی اور موثر حکمرانی کا اسکور(فی کس آمدنی پر قابو پانے کے بعد)1998 سے 2008 کی مدت میں عالمی صورتحال کے تناظر میں کم اسکور کرنے والی معیشتوں سے زیادہ تھا،مصنف نے اس صورتحال سے نتیجہ نکالا کہ اچھی حکمرانی مجموعی ملکی ترقی اور فی کس آمدنی سے جڑی ہوئی ہے۔

دوسری اسٹڈیز کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ اچھی حکمرانی اور پھلتی پھولتی معیشت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ہتر اینڈ شاہ (2005) نے حکمرانی کی ادارروں سے وابستگی کی تفصیل کے ساتھ کچھ اس طرح وضاحت کی کہ
"حکام کی ریاست کے وسائل کے انتظام میں رسمی اور غیر رسمی ادارروں کے ذریعہ اپنے اختیار کو استعمال کرنا"۔

ان کی تحقیق کے مطابق انہیں معیاری حکمرانی اور فی کس آمدنی میں گہرا تعلق نظر آیا۔دس سالہ معاشی پیداواری شرح اور معیاری حکمرانی کے درمیان مثبت تعلق اس دلیل کی حمایت کرتا ہے کہ اچھی گورننس معاشی ترقی کا اہم جزو ہے۔Kaufmann and Kraay(2002) نے 175 ممالک کا 1-2000 کے سال میں تجزیہ کرکے بتایا کہ اچھی حکمرانی کے فی کس آمدن میں اضافے پر براہ راست معمولی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور یہ دیکھا گیا کہ ترقی کے تسلسل سے شاید ہی حکمرانی میں بہتری ممکن ہو،(Barro 1991) کا کہنا ہے کہ قانون کی حکمرانی کے موثر نفاذ اور سیاسی استحکام سے معاشی پیداوار پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ڈالر اینڈ کرے (2002) کا کہنا ہے کہ غریب ممالک میں قانون کی حکمرانی ایک اچھا عمل ہے اور اس کا پیداوار کے ساتھ ساتھ فی کس آمدن پر مثبت اثر پڑتا ہے۔Chong and Gradstein (2004) نے عددی تغیر کے ذریعہ پیائش سے دریافت کیا کہ سیاسی استحکام اور قانون کی حکمرانی کے منفی اثرات بھی ہوتے ہیں اور اس کا عدم مساوات سے کافی تعلق ہے 'Kraay(2004) کے تجزیہ سے اسے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں مدد ملی کہ قانونی کی حکمرانی اور احتساب دونوں کا پیداوارا اور تبدیلیوں کا آپس میں مثبت تعلق ہے جبکہ کھلی بین الاقوامی تجارت کا پیداوار اور غربت اور آمدن میں کمی پر مثبت اثر پڑتا ہے۔ Kimenyi(2005) کا کہنا ہے کہ غریب دوست اصلاحات اس وقت تک مفید ثابت نہیں ہوسکتیں جب تک گورننس کے اداروں میں نمایاں تبدیلیاں نہیں آجاتیں۔ماؤرو (1995) اور Knack and Keefer(1995) نے بتایا کہ سیاسی عدم استحکام،بدعنوانی،حکام کی خراب کارکردگی اور،قانون کی حکمرانی کا نہ ہونا، استحصال ہونے کے خطرہ سرمایہ کاری اور شرح نمو میں کمی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

نئی ادارہ جاتی معیشت کے آنے سے اداروں کی صلاحیتوں کی نشاندہی ہوئی اور کہا گیا کہ ریاست کو چاہیئے کہ وہ تجارتی منڈیوں کو مزید متحرک کرے۔نارتھ (1990) نے اداروں کی تعریف یوں کی کہ
"ادارہ انسان کی تیار کردہ ایسی رکاوٹ ہے جو سماجی ڈھانچے،معاشی اور سماجی رابطوں اور ان میں شامل قوانین،قواعد،اقدار کو ترقی کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔اداروں کو معاشی ترقی سے جوڑنے کے حوالے سے اس کا نظریہ درج ذیل ہے
"ہم وسط میں پہنچ کر غربت کا اندازہ کیسے لگا سکتے ہیں؟۔ہمیں عوام کو سہولت دینا ہوگی تا کہ وہ جدید ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کرسکیں،ان کی مہارت بڑھانا چاہیئے اور مارکیٹوں کو

متحرک کرنا چاہیئے۔ یہ کام صرف ادارے کرسکتے ہیں۔

Acemoglu and Robinson (2014) نے بتایا کہ ادارہ وہ ہوتا ہے جو قوموں کی تقدیر کا تعین کرتا ہے۔ کامیابی اسی وقت ہوتی ہے جب سیاسی اور معاشی ادارے متحرک اور فعال ہوں، ہر ایک کو مستقبل میں سرمایہ کاری کے لیے سہولیات دے رہے ہوں۔ قومیں اس وقت تباہ ہو جاتی ہیں جب ادارے غیر فعال ہوں اور اِلیٹ کلاس کے سیاسی اور معاشی مفادات کا تحفظ کرنے میں مصروف ہوں۔ وہ ادارے جو اچھی حکمرانی اور وسعت پذیر پیداوار کے فروغ کے لیے سہولت دیں ان کے لیے ترقیاتی حکمت عملی پر متفق ہونا ضروری ہے۔

Acemoglu and Johnson (2003) کے مطابق اچھے ادارے دو مطلوبہ نتائج کو یقینی بناتے ہیں۔ ان میں ایک معاشی مواقع تک سب کی رسائی (سب کو یکساں موقع ملنا) اور دوسرا روزگار کے حصول کا ماحول ہے جو افرادی قوت اور سرمایہ فراہم کرتا ہے اور بدلے میں ان کے جملہ حقوق کو تحفظ ملتا ہے۔ اچھی حکمرانی کے عوامل میں افرادی قوت معاشی ترقی اور یکساں مواقع کی فراہمی سے جڑی ہے۔ Muhammad et al. (2015) نے 134 ممالک کے لیے 2011-1996 کے اعداد و شمار کو استعمال کرتے ہوئے ان مضبوط شواہد کا جائزہ لیا کہ افرادی قوت اور معاشی ترقی کا ان ممالک میں تعلق نظر نہیں آتا جہاں گورننس غیر معیاری ہے۔ اچھی حکمرانی کے لیے یہ لازم ہے کہ افرادی قوت پڑھی لکھی ہو اور وہ ملک کی معاشی پیداوار میں کردار ادا کر سکے۔ امن و امان کی خراب صورتحال، بدعنوانی اور بے ضابطگیاں ایک کمزور حکمرانی کو ظاہر کرتی ہیں جس کے نتیجے میں افرادی قوت کا مناسب استعمال ممکن نہیں رہتا۔

Haq and Zia (2009) نے پاکستان میں 1996 سے 2005 کے عرصے کے لیے گورننس اور غریب دوست نمو میں ربط ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ تجزیہ سے پتہ چلا کہ گورننس کا اسکور اور درجہ دیگر ممالک کے مقابلے میں انتہائی کم ترین فیصدی سطح پر تھا۔ ان کی تحقیق کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ گورننس اور غریب دوست ترقی میں گہرا تعلق موجود ہے، ان کے معاشی تجزیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اچھی حکمرانی کا غربت اور آمدنی میں عدم توازن کے درمیان گہرا تعلق ہے۔ ایک امیر نواز معیشت کا بھی ایک پس منظر ہے، پتہ چلتا ہے کہ ایسے افراد نے اقتدار پر قبضہ کیا اور پاکستان میں انڈسٹری کو نقصان پہنچایا (حسین 1999)۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ امرا کی اس مختصر سی جماعت، جو کہ آبادی کا ایک یا دو فیصد ہے نے ریاست اور معیشت کے وسائل کو اپنے لیے وقف کیا اور سیاسی مفاد اٹھایا جبکہ آبادی کے بڑے حصے خاص طور پر غربا اور معاشرے کے کم ترقی یافتہ طبقے کو نظر انداز کیا گیا۔ اس طرح امرا کے اس چھوٹے طبقے نے پھیلتی غربت اور محرومی کے دور میں غیر منصفانہ طریقے سے مال بنایا۔

ایک غیر جانبدار ایمپائر کی غیر موجودگی میں امرا کی اس کلاس نے اپنے مفاد کے لیے وسائل کو لوٹا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وسائل ناپید ہوئے۔ ریاست جس کی ذمہ داری تھی کہ معاشی ترقی کے فوائد سب تک یکساں پہنچیں مگر امیر طبقہ نے یہ وسائل اپنے قبضہ میں لے لیے، اس طبقے نے ٹیکس معاف کرائے اور سرکاری خزانہ کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا۔ ایسی صورتحال میں عدم مساوات، ذات، علاقائیت، صنفی امتیاز عام ہو جاتا ہے۔ امرا کی یہ کلاس تعصب پر مبنی نظام کے ذریعہ عوامی خدمات فراہم کرنے والے اداروں تک رسائی ختم کر دیتی ہے۔

اس لیے دنیا بھر کے نظریاتی اور تجرباتی شواہد اور پاکستان کے اپنے تجربہ سے اس دلیل کو زیادہ موثر سمجھا جاتا ہے کہ اداروں کے کمزور ہونے سے گورننس کا معیار گرتا ہے۔ پاکستان کے شروع کے چار عشروں کی صورتحال کے ساتھ ساتھ خطہ کے دیگر ممالک کی صورتحال کے مقابلے میں گزشتہ 25 سال میں معاشی اور سماجی ترقی کی عدم تسلی بخش صورتحال بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ اس بات کا ثبوت پاکستان کی عالمی اداروں، غیر جانبدار تھنک ٹینکس، دانشوروں، محققوں، غیر سرکاری تنظیموں وغیرہ کی رپورٹس ہیں جن میں پاکستان کی درجہ بندی اور اسکور میں کمی کا بتایا گیا ہے۔

☆ عالمی بینک (عالمی حکومتوں کا اشاریہ)

" World Bank, World Governance Indicators

☆ عالمی اقتصادی فورم، عالمی مسابقتی رپورٹ

World Economic Forum, Global competitiveness Report

☆ یواین ڈی پی، انسانی ترقی کا انڈیکس

"UNDP, Human Development Index

☆ فریڈم ہاؤس۔۔۔معاشی آزادی کا انڈیکس

"Freedom House, Economic Freedom Index

☆ ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل۔۔۔بدعنوانی کے تاثر کا انڈیکس

"Transparency International, Corruption Perception Index

☆ انٹرنیشنل کنٹری رسک گائیڈ

"International Country Risk Guide

☆ یونیسکو۔۔۔تعلیم سب کے لیے کا انڈیکس

"UNESCO, Education for All Index

☆ لیگاتم خوشحالی انڈیکس

"Legatum Prosperity Index

جدول 5 میں (جو کہ آخر میں دی گئی ہے) بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ایک مخصوص مدت میں گورننس کے مختلف اشاریوں کی تقابلی درجہ بندی کی گئی ہے اگرچہ بھارت اور بنگلہ دیش میں صورتحال کچھ حد تک بہتر نظر آتی ہے (دونوں کا اسکور کم تر درجہ پر ہے) تاہم پاکستان کے اشاریوں کا رجحان منفی کی طرف ہے۔

شیرانی (2017) نے 2015-1996 تک کی مدت کے لیے عالمی گورننس اشاریوں کا جائزہ لیا جس سے پتہ چلا کہ پاکستان نے گورننس کے تمام چھ ذیلی امور میں خراب کارکردگی دکھائی۔ سیاسی استحکام، تشدد کی عدم موجودگی (جو کہ کم ترین سطح پر تھی) میں بھی پاکستان کا اسکور 18 سے 32 تک رہا۔ شیرانی کا کہنا تھا کہ چھ میں سے چار پیرامیٹرز جن میں موثر حکمرانی، بدعنوانی پر قابو پانا، ریگولیٹری معیار شامل تھا پاکستان کی کارکردگی مایوس کن تھی۔ سابق صدر پرویز مشرف کے دور میں سیاسی استحکام اور تشدد کی عدم موجودگی میں پاکستان کا اسکور سب سے زیادہ رہا۔ (یہ ایسا دور تھا جس میں معاشی ترقی کی شرح سالانہ چھ سے سات فیصد رہی)۔ ایک بار پھر 16-2015 میں انڈیکس میں بہتری نظر آئی جب کاروبار کرنے میں آسانی اور بدعنوانی کے تاثر کے انڈیکس میں معمولی سی بہتری آئی۔ بھارت اور بنگلہ دیش کے انڈیکس کا بھی اس وقت ایسا ہی حال تھا۔ پاکستان انسانی ترقی، بدعنوانی کے تاثر اور لیگاتم خوشحالی انڈیکس میں ان دونوں ممالک سے پیچھے تھا۔ پاکستان تعلیم سب کے لیے، آزادانہ معاشی انڈیکس میں بھی ان دونوں ممالک سے پیچھے تھا۔ عالمی مسابقتی انڈیکس اور گلوبل انوویشن انڈیکس (Global Innovation Index) میں بھی پاکستان اور بھارت کے درمیان واضح فرق موجود تھا۔

مختلف ادوار کے درمیان حد بندی پر بحث ہوسکتی ہے۔ دوہری درجہ بندیوں کو ہر طرح کے مسائل ورثے میں ملے جن کو درست یا غلط کے انداز میں پیش کیا گیا۔ اگر ہم سوچ کے تسلسل کا جائزہ لیں تو 1980 اور 1990 کی ابتدائی دور میں مشکوک سے غلط کی طرف جانے کو کچھ وقت کے لیے قابل عمل قرار دیا گیا۔ یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ اداروں کو کمزور بنانے کی بنیاد 1970 سے بہت قبل رکھی گئی مگر ماضی کے حالات اور 1980 کی دہائی میں جنرل ضیا کی مداخلت سے سول ملازمین میں تفریق پیدا ہوئی اور 1990 کے عرصے میں سیاسی عدم استحکام کی فضا پیدا ہوئی۔ محمد خان جونیجو جو کہ سندھ کے جاگیرداروں میں سے ایک تھا کا مختصر دور حکومت (88-1985) بھی موثر ادوار میں تھا۔ اس دور میں جونیجو نے اچھی حکمرانی قائم کرنے کی کوشش کی مگر وہ زیادہ دیرپا ثابت نہ ہوئی اور ان کے پیش روؤں (1999-1988) نے (جن میں دو بڑی سیاسی جماعتوں کے لیڈر شامل تھے) ان کی اچھی حکمرانی کے عوامل اور روایات کو ترک کر دیا۔ ان لیڈروں نے جب بھی اقتدار سنبھالا طاقت کا پلڑا دوسری طرف سرک گیا۔

واشنگٹن میں ووڈ رو ولسن سینٹر Woodrow Wilson Center کی منعقد کردہ پاکستان سے متعلق سالانہ کانفرنس میں تجویز کیا گیا کہ پاکستان کا ہر مسئلہ چاہے وہ کم ٹیکس

وصولی ہو، توانائی کا بحران، امن وامان کی غیر تسلی بخش صورتحال، سرکاری اداروں کا خسارہ، تعلیم اور صحت کے شعبوں کی خراب کارکردگی یا پھر ڈگمگاتی تجارت ہو، یہ سب ماضی کے اقدامات کا باعث ہیں اور انہیں اسی تناظر میں پرکھا جاسکتا ہے۔ جب ادارے کمزور ہوں، فوجی حکمرانی جو بار بار آئے اور وہ اداروں کی مضبوطی کے لیے کچھ نہ کرے۔[3] ان ادوار میں ٹیکس وصول کرنے والوں کو بہت زیادہ اختیارات حاصل ہوں مگر وہ مال قومی خزانے میں جمع کرانے کے بجائے خود لوٹ مار کریں۔ بجلی اور گیس کی کمپنیوں کو اخراجات اور وصولیوں میں بڑے فرق کا سامنا ہوا، امن وامان کی صورتحال بگڑنے کی وجہ پولیس حکام کی سیاسی بنیادوں پر تعیناتی اور امن وامان قائم کرنے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے بجائے لوٹ مار کرنا جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ حکمرانوں کی جانب سے سرکاری اداروں میں حد سے زیادہ ملازمین بھرتی کرنے کے باعث یہ ادارے تباہ ہوئے۔ مسابقتی منڈیوں سرکاری اقربا پروری کے باعث اپنے حصص کھو بیٹھے مگر ملازمتیں دینے کے باعث عوام میں مقبول ہوئے دوسری وجہ ان اداروں کو کم صلاحیت یافتہ عملہ، فنڈز کے ضیاع اور بدعنوانی کے باعث بھی نقصان ہوا۔ بین الاقوامی تنظیموں INGOs کا پاکستان کے حوالے سے ہی عام تاثر پایا جاتا تھا کہ سول ادارے بتدریج تباہ ہوئے۔

ورلڈ بینک نے 2013 میں ایک پالیسی میں لکھا کہ
" پاکستانی معیشت کی راہ میں حائل مشکلات کے حالیہ تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ خراب حکمرانی اور سول سروس کی ناقص کارکردگی سے معاشی نمو میں کمی آئی، حکمرانی کو بہتر بنائے بغیر ملکی پیداواری صلاحیت کو بہتر بنانے کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ اگر حکمرانی میں بہتری آجائے تو پھر ایسا ہونا ممکن ہے۔"

اس مقالہ کا بنیادی مقصد عسکری اور سول اداروں کے درمیان اختیارات میں توازن کو بہتر بنانا ہے کیونکہ سول امور میں بار بار عسکری مداخلت کے ملک کی طویل مدتی معاشی، سیاسی اور سماجی استحکام کی صورتحال پر اچھے اثرات مرتب نہیں ہوں گے اور نہ ہی ایسا ملکی مفاد میں ہے۔ پاکستان کو بیرونی سیکیورٹی کو درپیش شدید خطرات اور خراب صورتحال کے تناظر میں مسلح افواج کو ان کی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگیوں سے دور نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ اسی کام کے لیے ہیں اور ملک کے دفاع کے لیے پوری طرح باصلاحیت اور جدید اسلحہ سے لیس ہیں۔

یہ عام فہم ہے کہ ضلعی انتظامیہ، قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں اور سول خفیہ ایجنسیاں اگر اپنی ذمہ داری پوری کریں تو عسکریت پسندوں کی غیر قانونی سرگرمیاں رک جائیں گی۔ دہشت گردوں کا ان کے ٹھکانوں پر ہی خاتمہ ممکن ہوسکے گا اور ملک کی معاشی اور سماجی صورتحال خراب ہونے سے بچ جائے گی۔ اسی صورتحال میں عام شہریوں کو بنیادی سہولیات مثلا تعلیم، صحت اور انصاف ملے گا اور معاشرے میں جرائم پیشہ افراد کی سرکوبی ہوسکے گی۔

ایسے ملک کو جہاں حکومت کرنا مشکل ہوا سے جمہوری طور پر چلانا کسی چیلنج سے کم نہیں اور جمہوری اداروں کو موثر، محترک اور فعال بنا کر اس چیلنج سے نمٹا جاسکتا ہے۔ اس طرح ریاست

----

3 Diagnostic studies presented at the Annual Conference on Pakistan organized by Woodrow Wilson Center include: Hathaway, R. and Lee, W. (eds.). (2004). Islamization and the Pakistani Economy. Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program; Hathaway, R. (eds.) (2005). Education Reform in Pakistan. Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program; Muchhala, B. and Hathaway, R. and Kugelman, M. (eds.). (2007). Fueling the Future: Meeting Pakistan's Energy Needs in the 21st Century. Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program; Kugelman, M. and Hathaway, R. (eds.). (2009). Running on Empty: Pakistan's Water Crisis. Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program; Kugelman, M. and Hathaway, R. (eds.). (2010). Hunger Pains: Pakistan's Food Insecurity. Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program; Nayak, P. and Hathaway, R. (eds.). (2011). Aiding Without Abetting: Making U.S. Civilian Assistance to Pakistan Work for Both Sides. Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program; Hathaway, R. and Kugelman, M. (eds.). (2011). Reaping the Dividend: Overcoming Pakistan's Demographic Challenges. Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program; Hathaway, R. and Kugelman, M. (eds.). (2013). Pakistan-India Trade: What Needs To Be Done? What Does It Matter? Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program; Kugelman, M. (eds.). (2014). Pakistan's Runaway Urbanization: What Can Be Done? Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program; Kugelman, M. (eds.). (2015). Pakistan's Interminable Energy Crisis: Is There Any Way Out? Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program.

کی عملداری قائم، مجرمانہ اورعسکریت پسندی میں ملوث غیر ریاستی ایکٹرز کا قلع قمع، آبادی کے بڑے حصہ کو منصفانہ اور مساوی طریقہ کار کے ذریعہ بنیادی سہولتوں کی فراہمی، ضروریات زندگی اور، ترقی کی رفتار بڑھائی جاسکتی ہے جیسی کہ ملک کے وجود میں آنے کے پہلے چار عشروں میں تھی۔

قومی کمیشن برائے حکومتی اصلاحات (NCGR) جو کہ نجی اور سرکاری شعبہ کے ارکان پر مشتمل ہے نے 08-2006 کے عرصہ میں ملک بھر کا سفر کیا، مختلف فریقوں سے بات کی، عملی تحقیق کی اور عوامی سہولیات کی فراہمی کے حوالے سے اپنے مشاہدے کی بنیاد پر فیصلے بھی دیئے اس کمیشن نے اپنے تحقیقی کام اور تجزیہ کے بعد اپنی ایک رپورٹ میں اسٹرکچر، انسانی وسائل سے متعلق پالیسیوں، کاروبار، وفاقی، صوبائی اور مقامی حکومتوں کی تشکیل نو، سرکاری اداروں اور کارپوریشنوں، خودمختار اداروں وغیرہ کے حوالے سے موثر اصلاحات پیش کیں۔4 موجودہ اور سابقہ حکومتوں نے ان اصلاحات کو سراہا مگر کسی نے ان کو قبول کیا اور نہ ہی ان پر عملدرآمد کیا۔ قومی امید کی جاسکتی ہے کہ نئی حکومت ان اصلاحات پر خلوص دل سے عمل کرے گی مگر اس حقیقت کو بھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ موجودہ سیاسی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے گورننس سے متعلقہ سول اداروں اور سول سروسز کی جانب سے ان جامع اصلاحات کو قبول کرنا ممکن نظر نہیں آتا۔

پالیسی ساز تعلیمی اور فنی ماہرین کو غیر فعال پالیسوں اور اداروں کے المیہ کا سامنا ہے اس کے علاوہ جمود کی صورتحال بھی درپیش ہے جس کی بااثر طبقہ حمایت کرتا ہے یہ صورتحال اس سیاسی طبقہ کے مفاد کا تحفظ کرتی ہے۔ اس طرح کے ماحول میں پالیسیاں غیر فعال اور مضبوط اداروں کا وجود نہیں ہوتا۔

اگر پہلے حل پر ملک بھر میں جامع اصلاحات پر عمل کرنا ممکن نہ ہو تو دوسرا یا تیسرا بہترین حل منتخب کیا جاسکتا ہے جس کے تحت آپ جمہوری حکومت کے کچھ اہم اداروں کا انتخاب کریں، ان کی تنظیم نو اس انداز میں ہونی چاہیئے کہ یہ ہر قسم کے اثر ورسوخ سے آزاد ہوں اور یہ ادارے سول ملازمین کی تربیت کریں ان کے پاس مکمل اختیارات ہونے چاہیئں ایسی صورتحال میں ہی بہتر نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔

اس مقالہ کے ذریعہ کچھ اہم اداروں کے لیے اصلاحات تجویز کی گئی ہیں یہ اصلاحات جمہوری حکومت کو موثر بنانے، کارکردگی اور اہلیت میں اضافے کے مقاصد کو پورا کرسکتی ہیں۔ یہ تجویز دی گئی ہے کہ یہ ادارے اہلیت، سالمیت، خدمت کے جذبہ اور مسائل کے حل کرنے کی راہ پر چلیں اور یہی ان کا اولین مقصد بھی ہونا چاہیئے۔ ماضی میں بھی ایسے اداروں کی مثالیں موجود ہیں جو تباہ حالی کے دور میں بھی زبردست کارکردگی کے حامل رہے۔ پنجاب حکومت کی کارکردگی دیگر صوبوں کے مقابلے میں مختلف امور پر نسبتاً بہتر رہی اور اس کا کریڈٹ مضبوط قیادت کو جاتا ہے۔ ادارہ جاتی ڈھانچے کو مضبوط اور فعال بنا کر ایسی کارکردگی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں ایسے اداروں اور ان کے معاشی اور اقتصادی ترقی پر اثرات کے جائزہ کے لیے تجزیاتی طریقہ کار کی بنیاد عالمی بینک 2017 اور عالمی ترقیاتی رپورٹ (WDR) کی گورننس اور قانون (عالمی بینک 2016) کی رپورٹ ہے۔ ہم WDR کے پالیسی کو موثر بنانے کے طریقہ کار کو پاکستان پر آزماتے ہیں جس سے پاکستان میں گورننس کو بہتر بنانے کا عمل مزید مضبوط ہوگا۔

اس طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے ہم پہلے پاکستان کے ان ترقیاتی اہداف کی نشاندہی کریں گے جس میں آبادی کے زیادہ تر حصہ کے ساتھ ساتھ سیاسی جماعتوں اور دیگر فریقوں کو فائدہ ہو، ان اہداف میں سیکورٹی، پیداوار اور ایکویٹی یعنی زرضمانت شامل ہے۔ ان عوامل کو مدنظر رکھا جائے تو تقریباً 25 ادارے ایسے ہیں جو ان تین عوامل کی کے لیے اہمیت رکھتے ہیں ان کو کس انداز میں مضبوط بنا کر اصلاحات پر عمل کرنا ہے اس کی تفصیل نیچے باکس میں دی گئی ہے۔

اداروں کے اس گروپ کو اس انداز میں جوڑا گیا ہے کہ سیکیورٹی، پیداوار اور مساوی تقسیم کے ترقیاتی اہداف حاصل ہوسکیں۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے بھی ذیلی ادارے موجود ہیں جو ان

4

Report of the National Commission for Government Reforms published in form of a book: Husain, I. (2012). Reforming the Government in Pakistan. Lahore: Vanguard Press

تین عوامل کے حصول پر براہ راست یا بلواسطہ اثر انداز ہوتے ہیں ان کا بنیادی تعلق احتساب، شفافیت اور معیار کے تعین وغیرہ سے ہے۔

باکس
مجوزہ اداروں کی تنظیم نو اور مضبوط بنانے کے لیے ضروری امور
اوپن میرٹ اور اہلیت کی بنیاد پر ادارے کے سربراہ کا انتخاب، ایسا فرد منتخب کیا جائے جو باصلاحیت، مربوط اور قائدانہ صلاحیتوں سے طے شدہ مدت میں ادارے کے امور تندہی سے انجام دے اور اسے کسی مخصوص طے شدہ شرائط پر ہی نکالا جاسکے
ادارے کے قواعد وضوابط، شرائط، ذمہ داریوں، فرائض، اختیارات، مقاصد، فریم ورک معاہدہ اور کارکردگی کے اہم اشاریے متفقہ طور پر طے ہوں۔
خودمختار بورڈ آف گورنرز کی تقرری، اگر ضروری ہو تو یہ ارکان نگرانی، سپرویژن، اسٹریٹیجک پلان اور بجٹ تفویض کرنے کا تجربہ رکھتے ہوں اور انتظامیہ کا نتائج کے حوالے سے احتساب کرسکیں۔
کام کرنے والے زیلی اداروں کو فوری بجٹ کی فراہمی، مالی خودمختاری اور اندرونی وبیرونی سطح پر آڈٹ کیا جاسکے
تنظیم کے سربراہ کو میرٹ اور شفاف طریقہ کار کے تحت پیشہ وارانہ عملہ اور انسانی وسائل کی تقرری کا اختیار دینا
پارلیمنٹ کو سالانہ کارکردگی رپورٹ پیش کرنا اور سوال وجواب کے لیے پارلیمانی کمیٹیوں میں پیش ہونا
حکومت پالیسی ڈائریکشن تو فراہم کرسکتی ہے مگر روزمرہ امور میں مداخلت نہیں

2۔احتساب۔۔شفافیت۔۔نگرانی

Accountability/ Transparency/ Oversight

2.1 پارلیمانی کمیٹیاں

Parliamentary Committees

☆ مقامی حکومتیں

Local Governments

☆ آڈیٹر جنرل آف پاکستان۔اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹیاں

Auditor General of Pakistan AG, and the Public Accounts Committees

☆ قومی احتساب بیورو۔۔صوبائی انسداد بدعنوانی کے محکمے

National Accountability Bureau NAB/ Provincial Anti-Corruption Departments

☆ الیکشن کمیشن آف پاکستان

Election Commission of Pakistan (ECP)

☆ پبلک سروس کمیشنز۔۔ایف پی ایس سی۔۔صوبائی ایف پی ایس سی

Public Service Commissions FPSC/ Provincial PSCs

☆ آزادی اظہار رائے ایکٹ کے ماتحت انفارمیشن کمشنرز

Information Commissioners under the Freedom of Information Act

☆ ای گورنمنٹ ڈائریکٹوریٹ جنرل۔۔صوبائی انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈز

E-Government Directorate General/ Provincial IT Boards

2.2--سیکیورٹی

Security

☆ ماتحت عدلیہ

Lower Judiciary

☆ پولیس بشمول تحقیقاتی اور، خفیہ ایجنسیاں

Police including Investigation and Intelligence agencies

☆ وفاقی تحقیقاتی ایجنسی--ایف آئی اے

Federal Investigation Agency FIA

☆ انسداد دہشت گردی کی قومی ایجنسی--نیکٹا

National Counterterrorism Agency NACTA

☆ پراسیکیوشن کے محکمے

Prosecution Departments

2.3--پیداوار یا نمو

Growth

☆ اسٹیٹ بینک آف پاکستان--ایس بی پی

State Bank of Pakistan (SBP)

☆ سیکیورٹیز اینڈ ایکس چینج کمیشن آف پاکستان--ایس ای سی پی

Securities and Exchange Commission of Pakistan (SECP)

☆ ہائیر ایجوکیشن کمیشن--ایچ ای سی

Higher Education Commission (HEC)

☆ قومی سائنس اور ٹیکنالوجی کمیشن--این ایس ٹی سی

National Science and Technology Commission (NSTC)

☆ فیڈرل بورڈ آف ریونیو--ایف بی آر

Federal Board of Revenue (FBR)

☆ ٹریڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی پاکستان--ٹی ڈی اے پی

Trade Development Authority of Pakistan (TDAP)

☆ سرمایہ کاری بورڈ--بی او آئی

Board of Investment (BOI)

☆ مسابقتی کمیشن آف پاکستان--سی سی پی

Competition Commission of Pakistan (CCP)

2.4۔۔ایکویٹی

Equity

☆ پاکستان زرعی تحقیقاتی کونسل۔۔پی اے آر سی۔۔صوبائی تحقیقاتی ادارے

Pakistan Agriculture Research Council (PARC)/ Provincial Research Institutes

☆ مقامی حکومتیں

Local Governments

☆ سٹیٹ بینک پاکستان

SBP

☆ ہائیر ایجوکیشن کمیشن اسکالرشپ پروگرام برائے ضرورت مندان

HEC Needs based scholarship program

☆ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام۔بی آئی ایس پی۔۔زکواۃ کمیٹیاں۔۔بیت المال

Benazir Income Support Program (BISP)/ Zakat committees/ Baitul Maal

☆ آبپاشی کی اتھارٹیز

Irrigation Authorities

☆ شہری ترقیاتی اتھارٹیز

Urban Development Authorities

☆ نیشنل ووکیشن اینڈ ٹیکنکل ایجوکیشن کمیشن۔۔۔نیوٹیک

National Vocational and Technical Education Commission (NAVTEC)

3۔۔حرف آخر۔۔نتائج۔۔اختتامیہ

مستقبل پر نظر ڈالی جائے تو پاکستان کی معیشت کو مختلف پیچیدہ چیلنجز کا سامنا ہے ان میں غیر یقینی عالمی ماحول، معیشت کی تیز ترقی کی راہ میں رکاوٹ بننے والے عوامل، موسمی تغیرات، جغرافیائی تبدیلیاں اور ان کے پیدا کردہ مسائل شامل ہیں۔ پاکستان اپنے جغرافیائی محل وقوع سے بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے، پاکستان جنوبی ایشیا کا وسطی ایشیا اور چین اور مشرق وسطی میں داخل ہونے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) جس پر حال میں عمل جاری ہے ان رابطوں کے قیام میں اہم پیس رفت ثابت ہو سکتی ہے۔

ملک کے اندرونی مسائل میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف جنگ، نوجوان نسل کی تعلیم اور تربیت، نوجوان نسل کو مفید افرادی قوت میں ڈھالنے، بین صوبائی ہم آہنگی، عدم مساوات، مایوسیوں کے خاتمے، سماجی ہم آہنگی پیدا کرنے، شہری آبادی کی ضروریات کو ممکنہ طور پر پورا کرنے وغیرہ شامل ہیں۔

پاکستان ویژن 2025 کا مقصد دنیا کی 20 بڑی معیشتوں میں شامل ہونا ہے اور ان اندرونی و بیرونی چیلنجز کے باوجود پاکستان اس مقصد کو حاصل کر سکتا ہے اگر وہ ان عوامل پر عمل کرنے سے گریز کرے جن کی وجہ سے گزشتہ 70 سال کی معیشت پر اثرات مرتب ہوئے اور ترقی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی ہوئیں۔اگر ہم نے گزشتہ 25 سال کے تنزلی کے رجحانات کو نہ بدلا اور ماضی کی چھ سے سات فیصد شرح نمو کو دوبارہ حاصل نہ کیا تو ہمارے لیے ترقی کی معراج پر پہنچنا ناممکن ہو جائے گا۔اس مقالہ میں گزشتہ 25 سال میں جن فارمولوں یا مفروضوں پر عمل کیا گیا اور ان کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے تاکہ پاکستان کی گرتی معاشی ترقی کی شرح اور کمزور سماجی اشاریوں کا موازنہ پاکستان کے شروع کے چالیس سالوں سے کیا جا سکے۔

حکمرانی سے متعلقہ اداروں کی ناکامی کی سب سے قابل فہم وضاحت سلامتی، پیداوار اور مساوات سے باہمی طور پر حاصل ہونے والی ترقی کے ثمرات سے فائدہ نہ اٹھانا ہے۔ اس لیے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ حکمرانی کے ستونوں، ایگزیکٹیو، پارلیمنٹ، مقنّنہ کے ماتحت کام کرنے والے اداروں کی تنظیم نو کی جائے اور ان کو موثر و مضبوط بنایا جائے تا کہ پالیسیوں، پروگراموں پر موثر انداز میں عمل کیا جاسکے اور اسی طرح ماضی کا شاندار دور واپس آسکتا ہے۔ موثر، فعال اور متحرک ادارے ہی پراپیگنڈہ کی سیاست کو ختم یا کم کرسکتے ہیں، ایسے ادارے ہی نجی شعبہ کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں، شہریوں کو مساویانہ سہولتیں دینے، مقامی حکومتوں اور سول سوسائٹی کو بااختیار بنانے میں بھی ایسے ہی ادارے مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔ پارلیمنٹ اور عدلیہ کو اپنی مقررہ آئینی حدود میں رہ کر کام کرنا ہوگا اور ایک دوسرے کے دائرہ اختیار میں مداخلت سے بچنا ہوگا۔ محاذ آرائی، اداروں کو کمزور کرنا، اقتدار کی جنگ، الزام تراشی کی موجودہ صورتحال کو ختم اور ایسی سوچ کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ یہ کام یقیناً بہت مشکل ہے مگر ایسا نہ کیا گیا تو معاشی نظام مفلوج اور سیکیورٹی پر گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔ یاد رہے کہ عالمی اقتصادی فورم نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ حکمرانی میں معمولی سی بہتری طویل مدتی فی کس آمدنی میں تین گنا اضافہ کا باعث بن سکتی ہے اور پاکستان میں حکمرانی کو بہتر بنا کر یہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اصلاحات کا کتابچہ آسانی سے بیان کیا جاسکتا ہے مگر اس پر عملدرآمد کرنا ایک انتہائی پیچیدہ اور مشکل کام ہے، اصلاحات پر ایک ساتھ عمل کرنا بھی ایک مشکل امر ہے کیونکہ ایسا کرنا سیاسی عزم اور صلاحیت کے فقدان کے باعث ممکن نظر نہیں آتا۔

پہلا بہترین حل۔ حکومتی اداروں میں مکمل طور پر اصلاحات کا نفاذ۔ اس حل کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ممکن نہیں اس لیے یہ مقالہ دوسرا اور تیسرا حل اپنانے کی سفارش کرتا ہے جن کے تحت اہم اداروں کا انتخاب کرکے ایک ذیلی گروپ بنایا جائے جو پاکستان میں حکمرانی کو بہتر بنانے میں کردار ادا کریں۔ ان اداروں کی بہتر کارکردگی کا دیگر اداروں پر بھی اثر پڑے گا اور اس سے بہتر نتائج برآمد ہوں گے۔ ہمیں صرف ان اداروں کو درست راہ پر گامزن کرنا ہے۔ اس حوالے سے تفصیل باکس میں دی گئی ہے۔ موجودہ صورتحال جو کہ جمود جیسی ہے سے بھی نبرد آزما ہونا ایک مشکل مرحلہ ہے کیونکہ جمود کی صورتحال سے فائدہ اٹھانے والا مفاد پرست طاقتور سیاسی طبقہ یا حکمرانی کے مختلف اتحاد اس صورتحال کو آسانی سے ختم نہیں ہونے دیں گے۔ ایک ایسی منتخب حکومت جسے کچھ عرصہ بعد دوبارہ عوام میں جاکر الیکشن لڑنا ہے اس کے لیے ان اصلاحات پر عمل کرنا ایک ناممکن سی بات ہے اگر وہ ایسا کرتی ہے تو اس کا فائدہ دیگر سیاسی جماعتیں بھی اٹھا سکتی ہیں۔ طاقتور حکومتیں زیادہ موثر نہیں ہوتیں کیونکہ وہ پائیدار اصلاحات کی برتری تسلیم نہیں کرسکتیں۔ اداروں میں اصلاحات ایک مشکل اور سست عمل ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ سیاسی عزم کے ساتھ ساتھ اس مفاد پرست مخصوص ٹولہ کی مراعات کو کم کیا جائے جو جمود کی صورتحال کے حامی ہیں۔

اداروں کی تنظیم نو کے لیے جن درست اقدامات کی ضرورت ہے وہ پہلے ہی تیار کیے گئے ہیں کچھ کو تو عالمی بینک کے ذریعہ دستاویزی شکل بھی دی گئی ہے۔ ان اقدامات کی تفصیل بہت سی اشاعتوں میں موجود ہیں (Hussain 2011; Hussain 1999; Hussain, Rana & Touqeer 2013) ہمسایہ ممالک کے تجربات کو بھی اس مقالہ میں شامل کیا گیا ہے تا کہ ان پر عمل کرکے ادارروں کی تنظیم نو کو مزید موثر بنایا جاسکے۔

عالمی ترقیاتی رپورٹ WDR کے طریقہ کار میں تبدیلی کے عنصر کو بہت اہمیت حاصل ہے اور بڑی سیاسی جماعتوں کے باہمی اتفاق کے بغیر ان پر عملدرآمد ممکن نہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ عملدرآمد کے وقت نمبر بنائے اور سیاست چمکائی جائے۔ اصلاحات پر عمل کرنے کے لئے سول ملازمین کو فعال کرنا ہوگا اور ان کو یہ بتانا ہوگا کہ اصلاحات پر عملدرآمد کے وقت ثالثی اور جرمانے کا عمل انتہائی کم ہے۔ ملک میں سیاستدانوں کے بڑھتے اختلافات، تشدد، رعدم برداشت کا بڑھنا، مسلح افواج کی مقبولیت میں اضافہ اور احترام، عوامی توقعات اور خدمات کی فراہمی میں بڑھتا ہوا خلا پر کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ماضی کی غلطیوں، رویوں کو درست کیا جاسکے۔ شہروں میں تعلیم یافتہ متوسط طبقہ، معلومات اور مواصلاتی انقلاب کو الیکٹرانک اور سماجی میڈیا کے ذریعہ دیہی علاقوں تک پھیلایا جاسکتا ہے جس سے تبدیلی کی لہر پیدا ہوسکتی ہے اور اس کا فائدہ صرف شہریوں کو ہی نہیں سیاسی جماعتوں کو بھی ہوگا۔
سیاستدانوں کی سنجیدگی اور وسعت نظری سے معاشرے میں بنیادی سہولیات کی فراہمی میں بہتری آئے گی اور اس طرح عوام کا سیاستدانوں پر اعتماد بھی بڑھے گا۔

جدول نمبر 5۔ حکمرانی کے مطابقتی اشاریے

عالمی مطابقتی رپورٹ مجموعی عالمی مطابقتی انڈیکس	پاکستان	بھارت	بنگلہ دیش
شروع کا سال(2004)	91	55	100
موجودہ سال((2017)	115	40	99
انسانی ترقی کا انڈیکس			
شروع کا سال(1990)	120	123	136
موجودہ سال(2015)(2016-HDI (Report	147	131	139
کاروبار میں آسانی کا درجہ			
شروع کا سال(2006)	60	116	65
شروع کا سال(2017-18)	147	100	177
حکمرانی کے عالمی اشاریے			
شروع کا سال(2005)	-	-	
وائسز اینڈ احتساب	17	60	29
سیاسی استحکام اور اس کی عدم موجودگی	5	18	4
موثر حکمرانی	40	55	21
ریگولیٹری معیار	26	47	17
قانون کی حکمرانی	22	58	18
بدعنوانی پر کنٹرول (موجودہ سال2015)	14	43	5
وائسز اینڈ احتساب	27	61	31
سیاسی استحکام اور دہشت گردی کی عدم موجودگی	1	17	11
موثر حکومت	27	56	24
ریگولیٹری معیار	29	40	17
قانون کی حکمرانی	24	56	27
بدعنوانی پر کنٹرول	24	44	18
بدعنوانی کے تاثر کا انڈیکس			
شروع کا سال(1998اسکور فارمیٹ)	2.25	N/A	2.78
موجود سال(2015)(168میں سے)	117	76	139
گلوبل انوویشن انڈیکس			
شروع کا سال(2007)	73	23	98
موجود سال(2017)	113	60	23
تعلیم سب کے لیے کا انڈیکس			
شروع کا سال(1980)	0.161	0.24	0.202

0.447	0.473	0.372	موجودسال(2013)
-	102	113	تعلیم سب کے لیے، ملکی درجہ بندی(2012)
			لیگاتم خوشحالی انڈیکس۔حکمرانی
48	47	46	شروع کا سال(2007)
114	104	139	موجودسال(2016۔149 میں سے درجہ)
			Bertelsman Stiftung:Transformation Index
54	24	84	شروع کا سال(2006)
70	26	106	موجودسال(2016)
			فریڈم ہاؤس۔معاشی فریڈم انڈیکس
3	2.5	N/A	شروع کا سال(1998)فریڈم درجہ 1-7
128	43	41	موجودسال(2017)180 میں سے درجہ
			Polity IV; Intl. Country Risk Guide
-	-	-	شروع کا سال(2009)
5	9	5	موجودسال(2010)
			عالمی غذائی تحفظ کا انڈیکس
81	66	75	شروع کا سال(2012)105 میں سے درجہ
89	74	77	موجودسال(2017)113 میں سے درجہ
			بدعنوانی کے تاثر کا انڈیکس
-	45	48	شروع کا سال(1997)52 میں سے درجہ
145	79	116	موجودسال(2016)176 میں سے

Table 5 Sources: For the indices mentioned, see:

http://www3.weforum.org/docs/GCR2017-2018/05FullReport/TheGlobalCompetitivenessReport2017%E2%80%932018.pdf

http://www.doingbusiness.org/rankings?region=south-asia

http://hdr.undp.org/sites/default/files/2016_human_development_report.pdf

https://www.bti-project.org/en/index/

http://www.unesco.org/fileadmin/MULTIMEDIA/HQ/ED/pdf/gmr2012-report-edi.pdf

https://en.unesco.org/gem-report/education-all-development-index

http://foodsecurityindex.eiu.com/Country

https://www.transparency.org/news/feature/corruption_perceptions_index_2016#table

https://www.transparency.org/news/pressrelease/transparency_international_publishes_1997_corruption_perceptions_index?

4۔حوالہ جات

4.References

Abbas, H (2005, Pakistan's drift withextremism, Allah, the Army and America's war of terror, Routledge

Acemoglu, D. and Robinson, J 2014, Institutions, Human Capital, and Development, Annual Review of Economics, vol. 6.

Acemoglu, D and Johnson, S. (2005) Unbundling Institutions . Journal of Political Economy, vol. 113, no.5, October 2005: pp. 949-995

Asian Development Bank 2010, Governance and Institutional quality and the links with economic growth and inequality, Working Paper 193

Baldacci, E,Hillman, A and Kojo, N 2003, Growth, Governance, and Fiscal Policy Transmission Channels in Low-Income Countries, IMF Working Paper WP/03/237

Barro, R 1991, Economic Growth in a Cross-section of Countries, Quarterly Journal of Economics, vol. 106, no. 2, pp. 407?443

Chong and Gradstein 2004, Inequality and Institutions, Working Paper No: 506, Inter-American Development Bank, Research Department

Dollar, D and Kraay, A 2002, Growth is good for the poor, Journal of Economic Growth, vol. 7, pp. 195-225.

Haq, R. and Zia, U 2009, PIDE Working Paper. 2009:52

Haqqani, H 2005, Pakistan: Between Mosque and Military, Carnegie Endowment for International Peace

Haqqani, H 2013, Magnificent Delusions, Public Affairs

Hasan, P 1998, Pakistan's Economy at the Crossroads, Oxford University Press

Husain, I 2011, Retooling Institutions, In Lodhi, M. (ed), Pakistan: Beyond the Crisis State, Columbia University Press.

Husain, I 1999, Pakistan: Economy of an elitist state, Oxford University Press

Husain, I 1999, Institutions of Restraint: The Missing Element in Pakistan's Governance, Pakistan Development Review PIDE, vol. 38, no.4, Islamabad

Husain, I, Rana, N and Touqeer, I 2013, Strengthening Institutions of Accountability, World Bank Policy Note, World Bank.

Husain, I 2012, Reforming the Government in Pakistan, Report of the National Commission for Government Reforms, Vanguard, Lahore

Hathaway, R and Lee, W (eds.) 2004, Islamization and the Pakistani Economy. Washington, D.C., Woodrow Wilson Center Asia Program;

Hathaway, R (eds.) 2005, Education Reform in Pakistan. Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program;

Huther, J and Shah, A 2005, A Simple Measure of Good Governance, World Bank, Washington DC

International Monetary Fund 2016, Pakistan Selected Issues Paper, IMF Country Report No.16/2.

Kaufmann, Dand Kraay, A 2002, Growth without Governance,Policy Research Working Paper 2928, World Bank, Washington D.C

Keefer, P and Knack, S 1995, Institutions and Economic Performance, pp. 207 - 227

Kimenyi, MS 2005, Institutions of Governance, Power Diffusion and Pro poor Growth Policies. Paper Presentation. Cape Town, Johannesburg: VII Senior policy Seminar at Applied Economics Research Centre

Kraay, A 2004), When is Growth Pro Poor? Working Paper 3225, Cross country Experience World Bank Policy Research

Kugelman, M. and Hathaway, R. (eds.). (2009). Running on Empty: Pakistan's Water Crisis. Washington, D.C.: Woodrow Wilson Center Asia Program;

Kugelman, M. and Hathaway, R (eds. 2010, Hunger Pains: Pakistan's Food Insecurity. Washington, D.C. Woodrow Wilson Center Asia Program;

Kugelman, M. (eds) 2014, Pakistan's Runaway Urbanization: What Can Be Done? Washington, D.C., Woodrow Wilson Center Asia Program;

Kugelman, M (eds.) 2015, Pakistan's Interminable Energy Crisis: Is There Any Way Out? Washington, D.C., Woodrow Wilson Center Asia Program.

Mauro, P 1995, Corruption and Growth. Quarterly Journal of Economics. vol. 10, no. 3.

Muchhala, B, Hathaway, R and Kugelman, M (eds.) 2007, Fueling the Future: Meeting Pakistan's Energy Needs in the 21st Century. Washington, D.C. Woodrow Wilson Center Asia Program

Muhammad, A, Egbetoken, A, Memon, M (Winter, 2015), Pakistan Development Review

Naviwala, N 2016, Pakistan's Education Crisis: The Real story, Woodrow Wilson Center

Nayak, P and Hathaway, R (eds.) 2011, Aiding Without Abetting: Making U.S. Civilian Assistance to Pakistan Work for Both Sides, Washington, D.C. Woodrow Wilson Center Asia Program;

North, D 1990, Institutions, Institutional Change, and Economic Performance,Cambridge University Press.

Radelet, S 2016, The Great Surge: The Ascent of the Developing World, Simon and Schuster.

Shah, A 2014, The Army and the Democracy Military Politics in Pakistan,Harvard University Press.

Sherani, S 2017, Institutional Reform in Pakistan. Report submitted to Friedrich Ebert Stiftung (FES).

Siddiqa, A 2007) Military Inc: Inside Pakistan's Military Economy. Oxford University Press

World Bank (2013) Pakistan; The Transformative Path

World Bank 2016, World Development Report 2017